اصلاح وتزکیہ نفس

ازارشادات شیخ طریقت مولانا محمد عبدالغفور صاحب عباسی مدظلہٗ
مہاجر مدینہ طیبہ

ضبط :- مولانا شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ

دوسری قسط

انسان کا مقصدِ حیات

آنکھیں اس لئے نہیں دی ہیں کہ ان سے اجنبی عورتوں کی طرف دیکھو۔ حدیث شریف میں ہے : العینان تزنیان وزناھما النظر۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی آنکھوں سے اجنبی عورت کو دیکھتا ہے تو وہ آنکھوں کے زنا کا مرتکب بن جاتا ہے۔ آج کل یہ فتنہ بہت عام ہو گیا ہے۔ عورتیں بازاروں میں ننگے سر پھرتی ہیں۔ مسلمانوں میں حیائے ایمانی اور غیرت ایمانی باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان نعمتوں کی شکر گذاری کی سعادت بخشے۔

شکر نعمتہائے تو چنداں کہ نعمتہائے تو عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما

خالقِ لایزال نے ہمیں وجود دیا۔ اعضاء، جسم، روح، لباس، یہ تمام نعمتیں ہیں۔ کھانے کے لئے مختلف چیزیں پیدا فرمائیں۔ ہر قسم کے پھل دئے۔ پھر بھی ہم غفلت اور معصیت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نہ نماز ہے، نہ روزہ۔ اور سرمایہ دار نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور نہ فریضۂ حج۔ مادیات کی طرف دوڑ ہے۔ حیوانیت ہے، شہوت رانی اور نظر بازی کا دور ہے — اب بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اصلاحِ نفس کا موقعہ اب بھی ہے۔ خدانخواستہ اگر سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے یا موت آجائے اور توبہ نصیب نہ ہو تو پھر کیا کرسکو گے۔ خسر الدنیا والآخرۃ ذٰلک ھو الخسران المبین — دنیا بھی پریشانیوں میں گذری اور آخرت میں خسارہ ہی خسارہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک بنائے۔ اور ہم سب سے راضی ہو جائے۔ اور اس فانی دنیا کی محبت ہمارے دلوں سے نکال دے۔ اس دنیا سے جب سردارِ دوجہاں تشریف لے گئے، تو اور کون ہے جسکو اس میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا ہوگا۔ ہم سب یہاں سے جائیں گے۔ اور عالم آخرت جو ہمارے لئے اصلی مقام ہے، وہاں جانا ہوگا۔ وہاں کے لئے اعمالِ صالحہ کا سرمایہ فراہم کرلو۔ اب وقت کافی گذر گیا ہے۔ جو حضرات بیعت کرنا چاہیں اب وہ

آگے آجائیں۔ میں یہاں صرف دو دن رہوں گا، پھر مدینہ منورہ چلا جاؤں گا۔

بیعت کی حقیقت

یہ بیعت جو اللہ والوں کے ہاتھ پر کی جاتی ہے، بیعت علی التوبہ ہے۔ میں ان لوگوں کو بیعت کرتا ہوں جو خلوص دل سے تمام گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ بے حیائی، شراب نوشی، ناچ گانے، سینما، سگریٹ نوشی، نکٹائی وغیرہ سب چھوڑنی ہوں گی۔ طریقت جال ہے لوگوں کو پھنسانے کے لئے تاکہ طریقت کے ذریعہ لوگوں کو شریعت کیطرف لایا جا سکے۔ اصل چیز شریعت ہے۔ الخیر کلہ فی اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضورؐ کی غلامی میں رکھے اور ذکر الٰہی کے نور اور اتباع محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہمارے دلوں کو روشن فرما دے۔ طریقت طریق الی الشرع ہے۔ بزرگانِ دین طریقت کی طرف اس لئے توجہ دیتے ہیں۔ کہ طریقت کی وجہ سے شریعت مقتضائے طبیعت بن جاتی ہے۔ عارف کامل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے۔ تو فرمایا کہ شریعت اور طریقت میں مخدومیت اور خادمیت کا فرق ہے۔ شریعت مخدوم ہے۔ اور طریقت خادم ہے۔ طریقت اس لئے ہے کہ لوگوں کو شریعت کا تابعدار بنایا جائے۔

علم، عمل، اخلاص

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شریعت کے تین اجزاء ہیں۔ ۱۔علم احکام دین ۲۔عمل ۳۔اخلاص اگر یہ تین مکمل ہوئے تو شریعت مکمل ہے ورنہ ناقص۔ علم ہے اور عمل نہیں تو یہ علم ناقص علم ہے۔ عمل ہے، مگر اخلاص نہیں تو یہ عمل ناقص ہے۔ علم کے لئے روح ہے عمل۔ اور عمل کے لئے روح ہے اخلاص۔ جسطرح جسم کی تروتازگی اور نشوونما روح کی بدولت ہے۔ اس طرح علم کی تازگی عمل سے ہے اور عمل کی سرسبزی اور شادابی روحِ اخلاص کی بدولت ہے۔ العلم روح الروح ومشعل الطریق وصفۃ اللہ والمراد من العلم ماصدر من مشکوٰۃ سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم بنقل صحیح لاعلم الفلسفۃ والمنطق اعنی علم الکتاب المجید وسنۃ النبیؐ۔ قرآن مجید وحی جلی ہے۔ ۲۳ برس میں نازل ہوا ہے۔ حدیث وحی خفی ہے۔ فقہ و اصول فقہ ان دونوں سے ماخوذ ہیں۔ مولانائے روم فرماتے ہیں۔ ؎

علم دین فقہ است تفسیر و حدیث ہر کہ خواند جز ازیں گردد خبیث

صرف نحو قرآن وحدیث کے خادم ہیں، منطق وغیرہ علوم آلیہ ہیں۔ ان کا حصول من حیث المرأۃ والآلہ درست ہے۔ مگر زندگی اس کے لئے وقف کرنی مناسب نہیں۔ والعمل روح العلم والعلم حیوۃ والجہل موۃ العلم بلا عمل کشجر بلا ثمر۔ علم ہو اور عمل نہ ہو تو گویا بے میوہ درخت ہے۔ والعمل بلا اخلاص

وصعاد النیۃ کنهر بلا ماء۔ عمل ہے۔ مگر خلوص، وللّٰہیت نہیں تو عمل بے کار ہے۔ جیسے خشک نالہ۔ عمل سے مقصد اگر شہرت و ریاء ہو تو الٹا وبال و عذاب ہے۔ الاخلاص سرٌ من اسرار اللہ ۔ اخلاص فیضانِ الٰہی ہے۔ جس کے دل میں چاہے ڈال دے۔ تو گویا اخلاص روح الاعمال ہے۔ اور بزرگوں نے لکھا ہے کہ اخلاص کے لئے بھی روح ہے۔ اور وہ عدم رؤیۃ الاخلاص فی اخلاصہ۔ للّٰہیت اور خلوصِ نیت اس حد تک پہنچ جائے کہ سالک کو اپنے خلوص میں خلوص نظر نہ آئے۔ یہ وجہ ہے کہ مقربین باوجود کمالِ قرب کے ما عرفناک حق معرفتک اور ما عبدناک حق عبادتک کی فریاد کرتے ہیں اور اپنے وجود کو عدم سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کمالات عطاءِ الٰہی سے ہیں۔ کمالات کی نسبت ذاتِ حق کی طرف کرتے ہیں۔ تو اس مقام کو جب سالک پہنچ جاتا ہے تو نفس مر جاتا ہے۔ نفسانیت مٹ جاتی ہے۔ تب گوہر مراد حاصل ہو جاتا ہے۔ ؎

خاک شو خاک تا بروید گل ۔۔۔ کہ بجز خاک نیست مظہر گل

فنائے نفس کمال ہے۔ نفس مر جائے تو تمام گناہوں سے انسان بچ جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص بخیل ہے مال و زر کا شیدائی ہے۔ بخل کی وجہ سے زکوٰۃ نہیں دیتا۔ والدین کے حقوق بجا نہیں لاتا۔ صدقہ و خیرات نہیں کرتا، قرضے ادا نہیں کرتا۔ امانتوں میں خیانت کرتا رہتا ہے۔ بخل کی یہ صفت نفسانیت سے پیدا ہوئی تھی، نفس نہ رہا تو صفت کہاں رہی ـــــ تو میں عرض کر رہا تھا کہ شریعتؐ علم الاحکام کا نام ہے اور طریقتؐ علم الاحکام پر عمل کرنے کا نام ہے۔ اور حقیقتؐ عمل میں اخلاص پیدا ہونے کا نام ہے اور اخلاص کا نتیجہ مشاہدۂ حق ہے۔ جس کا ذکر حدیثِ جبرئیلؑ میں مبارک زبانِ نبوت نے ان الفاظ میں کیا ہے:

ان تعبد اللہ کانک تراہ ۔۔۔ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

تم خدا کی ایسی عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ یہ مقام مشاہدہ ہے۔ کیونکہ آنکھوں سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ پھر آخرت میں آنکھوں کی بینائی میں اللہ تعالیٰ قوت بخشیں گے تو وہاں دیدارِ خداوندی کا شرف نصیب ہوگا۔ سالک اور متقی کو تقویٰ کے انوار سے باطنی صفائی نصیب ہو جاتی ہے۔ تو اسکو معلوم ہوتا ہے کہ میں عبدِ ذلیل ہوں، ربِ جلیل کے سامنے کھڑا ہوں، تو وہ مراقبہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ یعنی اگر مقام مشاہدہ نہ ہو سکے، تو مقام مراقبہ تو ہو۔ اگر ایک آدمی اس خیال سے نماز درست پڑھتا ہے کہ مجھے استاد دیکھ رہا ہے۔ اگر نماز غلط پڑھوں تو استاد ڈانٹے گا۔ یا لوگ ہنسیں گے تو وہ پوری احتیاط سے نماز پڑھتا ہے۔ تو جب بندہ کے ڈر سے یہ حالت پیدا ہوتی ہے، تو معبودِ حقیقی کے مشاہدہ و مراقبہ کے عالم میں کتنی خشوع و خضوع پیدا ہوگی اور عبادت کی اصل حلاوت محسوس

ہو جائے گی اور یہی وجہ ہے۔ کہ پھر صوفیاء دنیا و مافیہا سے غافل ہو جاتے ہیں۔

اھل اللّٰہ فی لیلھم الذ من اھل اللھو فی لھوھم - اہل اللہ رات کے اشغال سے اہل عیش

سے زیادہ لذت پاتے ہیں۔

ہمارے سلسلہ کے بزرگ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرید نواب امیر خان نے تین ہزار روپیہ کا تھیلا پیش کیا اور کہا کہ حضرت اس حقیر رقم کو قبول فرمائیے تو شاہ صاحب نے انکار کیا اور لکھا ۔

با میر خان بگو کہ روزی مقدر است ما بروئے فقر و قناعت نمے بریم

پھر اس نے کہا کہ اس کو اپنے مریدوں میں تقسیم کرو تو شاہ صاحب نے جواب دیا کہ میں اپنے مریدوں کو دنیا کی مذمت بیان کرتا رہتا ہوں اور ان کو قناعت زہد عن الدنیا سکھاتا ہوں تو کس طرح ان کو دنیادار بنا دوں پھر کہا کہ غریبوں میں تقسیم کر دو۔ جواب دیا کہ میں آپ کا خزانچی تھوڑا ہوں ۔

تم دین خور کہ غم غم دین است ہمہ غمہا فرو تر ازیں است

جو فکر حق میں لگا رہتا ہے۔ اس کے تمام ضروریات اللہ تعالیٰ پورا فرماتا ہے اور جو دنیا کے طالب بن گئے ہیں۔ ان کا کوئی کام بھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا۔ ایک کارخانہ بنایا تو پھر دوسرے کے فکر میں لگ گئے ۔

فکر ما در کار ما آزار ما کارساز ما باز کار ما

بعض کہتے ہیں —— کارساز ما بفکر کار ما —— مگر یہ درست نہیں۔ فکر کی نسبت اللہ تعالیٰ کو صحیح نہیں۔ کیونکہ فکر نظر ہے اور نظر میں ترتیب امور معلومہ ہے اور اس سے ذات حق منزہ ہے —— ہمیں تو ذکر حق، فکر حق اور رضائے حق میں مشغول رہنا چاہیئے۔ دنیا کے کام اللہ تعالیٰ ہمارے لئے پورا فرمائے گا۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب - جو لوگ تقویٰ اختیار کر لیتے ہیں تو ان کے کام اللہ تعالیٰ پورا فرماتا ہے اور غیب سے ان کی روزی کا انتظام فرماتا ہے۔

جو تقویٰ کا تعویذ گلے میں ڈالے گا۔ اسکو غیبی رزق نصیب ہوگا۔ رزق آدمی کی تلاش میں گھومتا پھرتا ہے۔ ہمیں تو ایمان اور عمل صالح کا حکم ہے۔ دولت و زر کمانے میں رات دن مصروف ہونا کس کا حکم ہے۔ مسلمان کا کام ہے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور حضورؐ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا —— دین الٰہی مکمل ہے، اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے۔ اس میں نہ ترمیم کی گنجائش ہے اور نہ اضافے کی ضرورت۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا - دین کے علاوہ کسی دوسرے قانون کے پیچھے جانا حماقت ہے۔ حضورؐ کی شفقت و محبت حد سے زیادہ ہے وہ ہمارے لئے قیامت کے ہولناک دن میں شفاعت کریں گے۔ ارے ہم کس کے ہیں اور کس کے پاس جا رہے ہیں، ہم نے کس کی صورت د

سیرت اختیار کر رکھی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے امتی ہیں اور کام کرتے ہیں۔ حضورؐ کے دشمنوں کا ـــــ یہ کیسی غلامی ہے۔ غلامی تو تعمیلِ حکم کو کہتے ہیں۔ مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے۔ کہ مسلمان اپنے بچوں کو لندن بھیجتے ہیں۔ لندن سے واپس آکر بچہ نہ اپنے لئے کسی کام کا بنتا ہے، اور نہ ماں باپ کے لئے ـــــ مسلمان کا کام تو یہ ہے کہ وہ خود بھی اور اپنے بچوں کو رحمت للعالمینؐ کی تعلیمات سے آگاہ کرے ـــــ میں نے اپنا بچہ قرآن کریم کی تعلیم پر لگایا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میرا فائدہ اسی میں رہے گا۔ آجکل کے بعض پیر مریدوں کی رعایت کرتے ہیں۔ وہ ان کو سگریٹ سے منع کرتے ہیں، نہ ڈاڑھی منڈھانے سے اور نہ نکٹائی لگانے اور سینما بینی سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے مقتدا اور پیشوا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ منصبی تبلیغ ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔ برائی کو ہاتھ سے منع کرو اگر ہاتھ سے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرو اور اگر زبان سے بھی کہنے کی طاقت نہیں تو کم از کم برائی کرنے والے سے دلی عداوت رکھو۔ افسوس کہ ان پیروں کا منتہائے نظر نذر و نیاز پر ہوتا ہے۔ حصولِ زر اور جلبِ زر جس کا مقصود ہو وہ کبھی بھی حق نہیں بیان کر سکتا۔ بحمد اللہ۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مدنی مسکین سے یہ کام لے لیا ہے۔ کہ ہزاروں مسلمانوں کی گردنوں سے نکٹائی کا طوق نکال دیا ہے۔ نکٹائی تو نصاریٰ کا شعار ہے وہ نکٹائی صلیبی نشان سمجھتے ہیں۔ جو نکٹائی گلے میں ڈالے تو ایک چھوٹا سا بت بھی گلے میں ڈال دے۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ جو لوگ نکٹائی گلے میں ڈالتے ہیں ان کا آخری خاتمہ کفر کے ساتھ نہ ہو جائے اور قیامت کے دن کہیں اللہ تعالیٰ یہ نہ فرمائے کہ چلو نصاریٰ میں شامل ہو جاؤ ـــــ سگریٹ، حقہ، اور سینما بینی وغیرہ سے منع کر دیا ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے۔ میرا کمال نہیں، وہ چاہے تو چیونٹی سے بھی دین کی حفاظت کا کام لے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راست گوئی اور حق گوئی کی توفیق بخشے۔ ان اولیاؤہ الا المتقون۔ جتنی پرہیزگاری زیادہ ہوگی اتنی ولایت میں ترقی و کمال ہوگا۔ علماءِ نقشبندی فرماتے ہیں کشف را بر کفش زن۔ خداوندا مقصودِ من توئی لا ھذہ الکیفیات ـــــ کبھی یہ کشف بھی حجاب بن جاتا ہے۔ حجاب دو قسم کا ہے۔ ایک حجاب ظلمانی ہے اور ایک حجاب نورانی ہے۔ اصل طالب طالبِ مولیٰ ہے ـــــ بعض لوگ انتظار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ چلو بڑھاپے میں توبہ کریں گے۔ اب اگر بیعت کریں تو ڈاڑھی رکھنی ہوگی۔ لذتوں سے ہمیں منع کر دیا جائے گا۔ ھلک المسوّفون سوف سوف کرنے والے ہلاکت میں ہیں۔ جو یہ سوچتے ہیں کہ آئندہ توبہ کریں گے، ان کو کیا علم ہے کہ کل تک زندہ رہیں گے یا نہ۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک دن وہ ہے کہ جو گذرا وہ تو ہاتھ نہیں آتا۔ اور ایک آئیندہ

(باقی ص۳۰ پر)